مواعظِ اختر نمبر ۱۶

گمراہی کے اندھیرے
اور
سُنّت کا نور

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۱۶

گمراہی کے اندھیرے
اور
سنت کا نور

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: گمراہی کے اندھیرے اور سنت کا نور

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۶ / اپریل ۱۹۹۰ء بروز جمعرات

مقام: مسجدِ اشرف، گلشن اقبال کراچی

موضوع: گمراہی کے اندھیرے اور سنت کا نور

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

دین کا ایک مضمون سیکھ لینا ایک ہزار رکعت سے افضل ہے.................... ٦

روشنی بند کرکے اجتماعی طور پر رونا بدعت ہے.............................. ٦

مجمع میں بالقصد رونا ریاء ہے.. ۷

اپنے اکابر کے طریق کو نہیں چھوڑنا چاہیے.................................. ۸

خدا کا عاشق کبھی نہیں بِک سکتا... ۸

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چار پشت صحابی ہوئیں.............................. ۱۱

حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ........................ ۱۲

علماء کرام کی وضع قطع شاندار ہونی چاہیے....................................... ۱۲

نبوت اور بادشاہت میں فرق.. ۱۳

حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا ایک واقعہ........... ۱۴

علماء کرام کے لیے حضرت والا کی ایک دعا.................................... ۱۴

مناقب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ.......................... ۱۵

اللہ تعالیٰ کی یاد میں نکلے ہوئے آنسو کی قیمت............................. ۱٦

اللہ تعالیٰ کی ذات کریم ہے... ۱۷

رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنا لو.. ۱۸

دنیا دار پیر کی علامت.. ۱۹

دل نرم کرنے کا ایک مراقبہ.. ۲۰

موت کی یاد سے حیات نصیب ہوتی ہے.. ۲۲
موت محبوب حقیقی سے ملنے کا ذریعہ ہے ۲۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص شان ۲۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ مبارک.. ۲۴
نماز کے بعد معانقہ یا مصافحہ کا اہتمام کرنا مکروہ ہے.. ۲۴
معانقہ ومصافحہ کرتے وقت زور سے مت دباؤ.. ۲۵
بدعت کسے کو کہتے ہیں؟.. ۲۶
بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع کی حالت میں کتنا جھکنا چاہیے؟...... ۲۷
حجِ اکبر کی حقیقت... ۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

دین کا ایک مضمون سیکھ لینا ایک ہزار رکعت سے افضل ہے

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ دین کا ایک مسئلہ سیکھ لینا سو رکعت نفل سے افضل ہے اور دین کا ایک مضمون سیکھ لینا ایک ہزار رکعت سے افضل ہے۔ اس زمانہ میں ہم اتنی عبادت کیسے کر سکتے ہیں، اس لئے جب دین سیکھنے کا کوئی موقع آجائے تو مفت میں سو رکعت یا ایک ہزار رکعت کا ثواب لے لیں۔

روشنی بند کر کے اجتماعی طور پر رونا بدعت ہے

میرے پاس ایک صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ ہماری مسجد کے امام صاحب طاق راتوں میں لائٹ بند کر کے خوب روئے اور خوب رُلایا تو اس طرح سے روشنی بند کر کے اجتماعی طور پر رونا کیسا ہے؟ کیا صحابہ کے زمانہ میں یہ طریقہ جاری تھا؟ تو میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ مفتی صاحب کے پاس نہیں گئے؟ تو کہنے لگے کہ گئے تھے۔ میں نے کہا کہ پھر انہوں نے کیا کہا؟ کہنے لگے کہ انہوں نے تو فرمایا ہے کہ یہ بدعت ہے، بخاری شریف کی حدیث

ہے:

((رَجُلٌ ذَکَرَ اللہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ))

(صحیحُ البخاری، کتابُ الاذان،باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، ج:۱،ص:۹۱)

جو مسلمان تنہائی میں، اکیلے میں ایک آنسو بہا دے، تنہائی میں خوفِ خدا سے اپنے گناہوں کو یاد کرکے، قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخ کی گرمی کی شدت کو یاد کرکے، اللہ کی پکڑ اور اللہ کا عذاب یاد کرکے رو پڑے، چاہے آنسو کے چند قطرے ہی کیوں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

میں نے ایک بڑے مفتی صاحب سے یہ جملہ سنا ہے کہ تنہائی میں آنسو کا ایک قطرہ رو لینا مجمع میں مٹکا بھر رونے سے افضل ہے۔ اجتماع میں ایک مٹکا رونے سے افضل ہے کہ اکیلے بیٹھ کر آنسو کا ایک قطرہ نکال دے۔

مجمع میں بالقصد رونا ریاء ہے

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی رَجُلٌ ذَکَرَ اللہَ خَالِیًا جو آدمی تنہائی میں روئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنسوؤں کی قیمت کے لئے تنہائی کی قید لگا رہے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجمع میں رونا حرام ہے، اگر آپ مجمع میں بیٹھے ہوں اور بے اختیار رونا آجائے تو رو لیجئے، میری تقریر میں بعض لوگ رونے لگتے ہیں حالانکہ مجمع ہوتا ہے، تو مسئلہ یہ ہے کہ اس کا اہتمام نہ کیجئے کہ لائٹ بند کی جارہی ہے، باقاعدہ دور دور سے لوگ آرہے ہیں اور اس دن ایک قسم کا خاص جشن منایا جاتا ہے۔ ایک خاتون نے فون پر مجھے بتایا کہ میرا شوہر امام ہے، مولانا ہے اور وہ ستائیسویں رات کو سب کو رُلاتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ تم بھی رُلانے کی مشق کرو، شیشہ دیکھ کر آواز اور صورت کو ایسا بنانے کی مشق کرو کہ عورتوں کو رونا آجائے، لیکن مجھے مشق کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا

ہے۔ تو ایک تو ہے اصلی رونا اور ایک ہے مشقی رونا، رونے کی ٹریننگ کرنا، تو واقعی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر یہ چیز اچھی ہوتی تو حضراتِ صحابہ کرام کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں جمع کر کے طاق راتوں کو اجتماع فرماتے اور یہ چیز چھپ نہیں سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے نبی اپنی امت کو دین کا علم کے پہنچانے میں بخیل نہیں ہیں، لہٰذا اگر یہ چیز اچھی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ضرور سکھاتے۔

اپنے اکابر کے طریق کو نہیں چھوڑنا چاہیے

اس لئے دوستو! ایک بات یہ عرض کرنی تھی کہ الحمد للہ میں نے اس مسجد کی بنیاد اس لئے رکھی ہے کہ ہم اپنے اکابر اور بزرگوں کے طریقہ پر زندگی گذار سکیں ورنہ تو عید کی نماز عید گاہوں میں پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن اگر ثواب کے ساتھ عذاب کا خطرہ ہو جائے کیونکہ آج کل عید گاہوں میں فوٹو گرافر پہنچ جاتے ہیں، اس لیے وہاں جانے سے بچنا چاہئے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کا عوام میں رواج پڑ گیا ہے، آج مسلمان اس مسئلہ کو منع کرنے سے ڈرتا ہے کہ مسجد کا صدر، سیکرٹری ناراض ہو جائے گا اور ہم کو گیٹ آؤٹ کر دے گا۔ الحمد للہ! اختر کسی صدر، سیکرٹری کا محتاج نہیں ہے، اللہ کا کروڑہا کروڑ شکر ہے، میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

نہ بندہ ہو کسی بندے کے بس میں
تڑپ کے رہ گئی بلبل قفس میں

خدا کا عاشق کبھی نہیں بک سکتا

اپنے بیٹے سے کہتا ہوں کہ ابا کی باتیں سن لو، میرے کالے بال بزرگوں کی

صحبت میں سفید ہوئے ہیں، اٹھارہ سال کی عمر میں شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی توفیق ہوئی جو حکیم الامت کے اکابر، بڑے خلفاء میں سے تھے۔ تو اٹھارہ سال کی عمر میں میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کی اور پھر اللہ نے ان کے ساتھ رہنے کی اتنی توفیق دی کہ میرے کالے بال سفید ہو گئے اور ناظم آباد میں سن ۱۹۶۳ء میں میرے سامنے میرے شیخ کی روح پرواز ہوئی۔ میں نے ان سے کبھی بے وفائی نہیں کی، سب کمزوریاں ایک طرف لیکن اللہ تعالیٰ نے محبت کے معاملہ میں مجھے ہمیشہ وفادار رکھا، محبت کی وفاداری محبت والا ہی کر سکتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زاہدِ خشک تو بک سکتا ہے مگر خدا کا عاشق کبھی نہیں بک سکتا، خدا کے عاشق کبھی فروخت نہیں ہو سکتے، وہ بکاؤ مال نہیں ہوں گے، اللہ کی محبت والا جان دے دے گا مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرے گا۔ یہ بات قرآن سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام سے پھیرنے والو! مرتدو! تمہارے مقابلہ میں میں ایک قوم پیدا کروں گا یُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ اللہ ان سے محبت فرمائے گا اور وہ لوگ اللہ سے محبت فرمائیں گے۔ علماء لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں محبت کا مادّہ رکھا ہے، وفاداری رکھی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کبھی مرتد نہیں ہوں گے کیونکہ وہ اہلِ محبت ہوں گے، ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا کیونکہ اگر یہ بھی مرتد ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ ان کو مرتدین کے مقابلہ میں نہ بیان کرتے، آدمی مقابلہ میں جب کچھ پیش کرتا ہے تو مضبوط چیز پیش کرتا ہے کیونکہ اس کی شکست سے پیش کرنے والے کی شکست لازم آتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾

(سورۃ المائدۃ، آیت: ۵۴)

تم میں سے جو شخص دین سے مرتد ہو جائے گا، فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ تو اللہ ان کے مقابلہ میں ایک قوم پیش کرے گا يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اللہ ان سے محبت فرمائیں گے اور وہ اللہ پاک سے محبت کریں گے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے عاشقوں کی محبت کو بعد میں بیان کیا اور اپنی محبت کو پہلے بیان کیا، اس میں کیا راز ہے؟ فرماتے ہیں کہ اس میں یہ راز ہے لِاَنَّهُمْ يُحِبُّوْنَ اللّٰهَ بِفَيْضَانِ مَحَبَّةِ رَبِّهِمْ کہ اللہ کے عاشق جو اللہ سے محبت کر رہے ہیں وہ اپنے رب کی محبت کے فیضان کی وجہ سے محبت کر رہے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ان سے جو محبت کر رہا ہے اس کی برکت اور فیض کی وجہ سے وہ بھی اللہ سے محبت کر رہے ہیں ۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

جس کو اللہ پیار کرتا ہے وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے کہ میرا اللہ مجھ کو یاد فرما رہا ہے۔ میں نے علماء کے گھر میں، اولیاء اللہ کے گھر میں شیطان لڑکا دیکھا ہے، اور نالائقوں کو بھی دیکھا ہے کہ سارا گھر، سارا خاندان بے دین، بے نمازی، ماں بہن کی گالیاں بکنے والا ہے مگر اسی خاندان میں ایک لڑکا ولی اللہ ہے۔تو شیطان کے گھر میں ولی اور ولی کے گھر میں شیطان پیدا ہو سکتا ہے ۔

لاوے بت خانے سے وہ صدیق کو
کعبے میں پیدا کرے زندیق کو

ابوجہل کعبہ میں پیدا ہوا تھا، اس کی ماں طواف کر رہی تھی ،نو مہینے پورے ہو گئے تھے، اسی وقت وہ بقول ایک دوست کے بھد سے گرا کیونکہ اس کا احترام جائز نہیں ہے، کافروں کا احترام جائز نہیں ہے، اس کو یہ کہنا کہ وہ کعبہ میں عبادت کے لئے تشریف لائی جائز نہیں ہے، کافر کا احترام کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا

ہے۔اس لئے ہمارے ایک دوست نے کہا کہ اس کی ماں طواف کررہی تھی کہ وہ بھد سے گرا۔اورحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے باپ کافر تھے مگران کی اولاد کو اللہ نے صدیق اکبر بنادیا اوران کی برکت سے ان کے باپ کوبھی صحابی بنادیا۔

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی چار پشت صحابی ہوئیں

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کسی اور صحابی کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے کہ اس کی چار پشتیں صحابی ہوں، حضرت ابوبکرصدیق صحابی، ان کے والد صحابی، ان کے بیٹے صحابی اوران کے پوتے صحابی۔محدثین لکھتے ہیں کہ لاکھوں صحابہ میں سے یہ نعمت کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہے کہ جن کی چار پشتیں صحابی ہوں۔ ایسے ہی اس امت میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نعمت حاصل ہے کہ ان کی تین پشتوں میں ولی اللہ گذرے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے، ان کے چاروں بیٹے شاہ رفیع الدین صاحب، شاہ عبدالعزیز صاحب، شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ عبدالغنی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ ولی اللہ تھے اوران کے پوتے یعنی شاہ عبدالغنی صاحب کے بیٹے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جو بالاکوٹ میں سکھوں سے لڑے تھے ولی اللہ تھے، تو ان کی تین پشتیں ولی اللہ تھیں۔ الحمدللہ! میں نے دہلی میں ان کے چاروں بیٹوں کی قبور کی زیارت کی ہے، سب کی قبریں ایک ہی جگہ ہیں۔ مجھے بہت تمنا تھی کہ میں شاہ ولی اللہ کے چاروں بیٹوں کی قبروں کی زیارت کروں، چاروں بیٹے اکابر علماء اور مفسرین میں سے تھے، بس ان کی زیارت کرکے دل خوش ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی برکت سے ہم سب کو اپنی محبت کا ذرّہ عطا کردے، ایک ذرۂ درد بھی دے دے تو اللہ کا ذرہ بھی بہت بڑا ہے، جب کریم دیتا ہے تو اپنی شان

کے اعتبار سے دیتا ہے۔

ایک شخص نے ایک کریم وسخی سے کہا کہ ایک لیٹر شہد دے دو تو وہ بہت سخی تھا اس نے ایک مشک دے دیا، خادم نے کہا کہ حضور اس نے تو ایک بوتل شہد مانگا تھا اور آپ نے مشک بھر کے دے دیا تو اس سخی وکریم نے جواب دیا کہ اس نے اپنے ظرف کے مطابق مانگا تھا، میں نے اپنے ظرف کے مطابق دیا۔ تو اللہ کی شان کیا ہوگی، جب اللہ دے گا تو کتنا دے گا، جس کو دیتا ہے خوب دیتا ہے۔

حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدیؓ کے قبول اسلام کا واقعہ

آپ لوگوں نے بچپن میں پڑھا ہوگا کہ حاتم طائی بہت بڑا سخی تھا، اس کے بیٹے عدی بن حاتم صحابی ہوئے، ایک عرصہ سے ان کا ارادہ ہو رہا تھا کہ ایمان لے آؤں لیکن ان کو شک سا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں یا نبی ہیں، بادشاہت اور نبوت کے بارے میں تھوڑا سا وسوسہ تھا، لہٰذا یہ مدینہ منورہ اس نیت سے حاضر ہوئے کہ میں پہچان لوں کہ یہ نبی ہیں یا بادشاہ ہیں، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر دیکھا کہ قیصر وکسریٰ اور شام کے سفیر آئے ہوئے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کی عادتِ شریفہ تھی کہ باہر کے سفیر آتے تھے تو اونچی ٹوپی پہنتے تھے ورنہ چپٹی پہنتے تھے تو معلوم ہوا کہ اگر کسی معزز محفل میں جانا ہو تو اچھا لباس پہننا یہ بھی شکر ہے، اس وقت زیادہ الول جلول بننے سے دین کو بے عزت کرنا ہے۔

علماء کرام کی وضع قطع شاندار ہونی چاہیے

قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جب مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر لیٹے ہوئے ہوتے تھے تو اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے، عمامہ باندھتے تھے پھر جواب دیتے تھے اور فرمایا کہ فتویٰ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ہم تو نائب ہیں،

قرآنِ کریم کی آیت ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ﴾

(سورۃ النساء، آیت:۱۲۷)

اللہ تم کو فتویٰ دیتا ہے۔ تو اصل مفتی تو اللہ ہے، ہم اللہ والا سرکاری کام کر رہے ہیں۔ تو ایسے سرکاری موقعوں پر لباس بھی شاندار پہننا چاہیے۔ اس لئے علماء کرام اور ڈاڑھی والوں کو چاہیئے کہ اچھے لباس میں رہیں تاکہ دنیا دار یہ نہ سمجھیں کہ ڈاڑھی ٹوپی والے سب کنگال ہوتے ہیں، اللہ جتنی حیثیت دے اس کے مطابق شاندار لباس پہنو مگر اپنے کو بڑا مت سمجھو، اللہ سے یہ کہتے رہو کہ اے اللہ مجھ کو میری نظر میں چھوٹا کر دے اور اپنے بندوں کی نظر میں بڑا کر دے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا))

(کنزُ العمال)

اے اللہ! مجھ کو میری نظر میں چھوٹا کر دے لیکن اپنے بندوں کی نظر میں بڑا کر دے۔

نبوت اور بادشاہت میں فرق

تو حضرت عدی بن حاتم نے دیکھا کہ لمبے دانت، موٹے ہونٹ اور پھٹا پرانا لباس پہنے ایک ستر سالہ بوڑھی حبشن عورت آئی، اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِجْلِسِيْ فِيْ أَيِّ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ شِئْتِ أَجْلِسْ إِلَيْكِ))

(الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مدینہ کی جس گلی میں تو چاہے مجھ سے سوال کر لے میں تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جاؤں گا اور تجھے جواب دوں گا۔ بس اتنا کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور مدینہ کی ایک گلی میں زمین پر بیٹھ گئے اور بڑھیا کے سوال کا جواب دیا۔ بس حضرت عدی ابن حاتم سمجھ گئے کہ یہ بادشاہ نہیں ہیں نبی ہیں، کوئی بادشاہ اپنے

نفس کو اتنا نہیں مٹا سکتا لہٰذا کلمہ پڑھ کر فوراً اسلام لے آئے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ آپ خاندانی آدمی ہیں، میری شادی ہورہی ہے، آپ جمعرات کے دن بڑے بڑے برتن دیگ وغیرہ بھجوا دیجئے گا، تو انہوں نے عین وقت پر پکی پکائی دیگ لا کر پیش کردی۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے تو آپ سے خالی برتن مانگے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں خالی برتن دیتا تو میرے باپ حاتم کی توہین ہوتی کیونکہ میرا باپ سخاوت میں مشہور تھا، اس کی تاریخِ سخاوت میں دھبہ لگ جاتا، اس لئے میں کھانا پکا کر لایا ہوں، خالی برتن دینے سے میرے باپ کی اہانت اور توہین ہوجاتی۔

علماء کرام کے لیے حضرت والا کی ایک دعا

اس قصہ پر یاد آیا کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

نہ بندہ ہو کسی بندے کے بس میں
تڑپ کے رہ گئی بلبل قفس میں

خدا نہ کرے کہ کوئی کسی مخلوق کا محتاج ہو۔

آج علماء بے چارے تنخواہوں پر گذارا کرتے ہیں لیکن اگر کوئی اللہ والا عالم ہو تو وہ تنخواہ کی پرواہ نہیں کرے گا، اللہ پر نظر رکھے گا لیکن اکثریت ایسی ہے کہ بے چارے تنخواہ دینے والوں سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ علماء کو کار بھی دے اور کاروبار بھی دے اور دل میں ایمان اور یار بھی دے دے یعنی دل میں اللہ ہو اور باہر کار بھی ہو اور کاروبار بھی ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے والد نے پہلے مجھے حکمت پڑھائی یعنی حکیم بنایا حالانکہ میں

نے اپنے والد صاحب سے عرض کیا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ مجھے پہلے عالم بنا دیں، انہوں نے فرمایا کہ نہیں پہلے تم حکیم بن جاؤ تا کہ اپنی پیٹ کی روٹیوں کو تم قوم کے ذمہ نہ ڈالو، خود کماؤ اور اللہ کا دین اللہ کے لئے پھیلاؤ، اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کی بے حساب مغفرت فرمائیں اور میرے والدین کو اور آپ لوگوں کے والدین کو بے حساب مغفرت عطا فرمائیں اور سب کے درجات بلند فرمائیں۔ الحمدللہ! انہوں نے یہ بہت بڑی سمجھ کی بات کہی تھی۔ تو انہوں نے مجھ پر یہ احسان کیا، آج دواخانے اور کتب خانے سے ہمارے روزی کے کام چلتے ہیں۔

خیر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض نامناسب حالات کو دیکھ کر خانقاہ تھانہ بھون کی مسجد ہی میں عید کی نماز پڑھانا شروع کر دی۔ حکیم الامت سے بڑھ کر کون متقی ہوسکتا ہے، تو موجودہ حالت کے پیشِ نظر یہاں اللہ تعالیٰ نے جمعہ بھی عطا فرما دیا اور عید کی نماز بھی ہوگئی، اور آج ہم کو یہ مسئلہ بتانے کا موقع بھی مل گیا ورنہ ہم کسی اور کے منبر پر کہاں بول سکتے ہیں، صدر اور کمیٹی والے سب لڑ جائیں گے، تو اس لئے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

مناقب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو میں عرض کر رہا تھا کہ لائٹ بجھا کر اجتماعی رونے سے بہتر ہے کہ آپ تنہائی میں چند آنسو بہا دیں، یہ مٹکا بھر اجتماعی رونے والے آنسوؤں سے افضل ہے۔ ایک صاحب نے پوچھا ہے کہ کوئی ترکیب بتا دیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب رونا آئے، دعا میں اور توبہ استغفار میں خوب رونا آئے، اس کی ترکیب کیا ہے؟ اصل میں رونا نہ آنے کا سبب کبھی دل کی سختی بھی ہوتا ہے

لہٰذا اس کا علاج یہ ہے اگر رونا نہ آئے تو بھی پریشانی کی بات نہیں ہے۔
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں لگتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ان ماموں پر اتنا فخر تھا کہ محدثین لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ سعد بن ابی وقاص میرا ماموں ہے، کوئی میرے ماموں جیسا لائے، ان کے تیر کا نشانہ بہت زبردست تھا، جہاں نشانہ لیتے تھے تیر وہیں جا پہنچتا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دو دعائیں کی تھیں:

((اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ))

(کنز العمال، ج:۸، رقم الحدیث:۳۶۶۴۴)

اے اللہ! سعد کے تیر کو درست کردے اور ان کی دعا کو ہمیشہ قبول فرما۔ چنانچہ یہ ایسے مستجاب الدعوات تھے کہ لوگ ان سے دعا کروایا کرتے تھے۔ اور یہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں یعنی ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کے لئے جنت کی بشارت دنیا ہی میں دے دی گئی تھی اور جن دس کے انتقال کے بعد یہ مبارک طبقہ ختم ہو گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی یاد میں نکلے ہوئے آنسو کی قیمت

تو یہ روایت کرتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی یاد میں رونا افضل ہے، رونے کی فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ جب آنکھوں سے آنسو نکلیں تو ان کو پورے چہرہ پر پھیلا لو، کیونکہ جس حصہ پر وہ آنسو لگ جائیں گے اس حصہ پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی۔ تو رونا اتنا بڑا کام ہے، آنسوؤں کی اتنی قیمت ہے کہ جہاں جہاں وہ آنسو لگ جائیں گے اتنے حصہ پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر رونا نہ آئے تو رونے

والوں کی شکل بنالو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کریم ہے

حکیم الامت سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر چہرہ جنت میں چلا گیا تو کیا باقی دھڑ دوزخ میں جلے گا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ اس کریم کے کرم سے ایسا ہونا ناممکن ہے کہ وہ ہمارا تھوڑا سا جسم قبول کر کے باقی جہنم میں ڈال دے، جس کا ایک جز بھی قبول کریں گے تو اس کا پورا جسم جنت میں داخل ہوگا اور پھر اس پر ایک قصہ سنایا کہ ایک ہندو راجہ مر گیا تو اس کا لڑکا عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دہلی کے لال قلعہ میں آیا اور کہا کہ حضور! میرے رشتہ داروں کی نیت خراب ہوگئی ہے، وہ میرے باپ کی گدی پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ میں یتیم ہوگیا ہوں لہٰذا آپ کی مہربانی ہوگی کہ آپ مجھے دوسطریں لکھ دیں تاکہ یہ رشتہ دار میرے باپ کی گدی مجھ سے چھین نہ لیں۔ عالمگیر اس وقت حوض کے کنارے نہانے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے اس لڑکے کے دونوں بازو پکڑ کر کہا کہ تجھ کو اس حوض میں ڈال دوں؟ تو وہ لڑکا زور زور سے ہنسا، عالمگیر کو غصہ آیا اور کہا کہ تم پاگل اور بے وقوف معلوم ہوتے ہو، اس وقت تم کو کہنا چاہیے تھا کہ حضور! آپ مہربانی کر کے ہم کو نہ ڈبویئے لیکن تم ہنس رہے ہو، معلوم ہوا کہ تمہاری عقل کے اسکرو کچھ ڈھیلے ہیں تم ریاست کیا چلاؤ گے۔ تو اس نے کہا کہ حضور! پہلے میرے ہنسنے کی وجہ تو پوچھئے پھر جو چاہے فیصلہ کرلیں۔ تو عالمگیر نے کہا کہ بتاؤ! تم کیوں ہنسے؟ اس نے کہا کہ میں اس لئے ہنسا کہ آپ بادشاہ ہیں اور بادشاہوں کو اللہ اقبال دیتا ہے، عزت دیتا ہے، آپ کا اقبال آپ کی بلندیِ شان ایسی ہے کہ آپ جس کی انگلی پکڑ لیں وہ ڈوب نہیں سکتا اور اس وقت میرے تو دونوں بازو آپ کے ہاتھوں میں ہیں تو میں کیسے ڈوب سکتا ہوں، اس

لئے مجھے ہنسی آئی تھی کہ میں بادشاہ کے دونوں ہاتھوں میں ہوں اور بادشاہ کا اقبال بلند ہوتا ہے لہٰذا میں ہرگز نہیں ڈوب سکتا۔ تو عالمگیر خوش ہو گئے اور اس کو ریاست لکھ دی اور کہا کہ جاؤ! اب تم راجہ ہو، تمہاری اس بات سے دل خوش ہو گیا۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک کافر لڑکا مسلمان بادشاہ کی مہربانی سے اتنی امید رکھتا ہے اور ہم مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ سے اتنی امید نہ رکھیں کہ اللہ آنسوؤں کی وجہ سے جس کے چہرہ پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا تو اس کے پورے جسم کو جنت میں داخل کر دے گا، جو اللہ تعالیٰ ہمارا چہرہ پکڑے گا تو اس کریم مالک سے یہ امید نہیں ہے کہ چہرہ جنت میں اور باقی جسم جہنم میں داخل کر دے گا۔

رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو

تو میں رونے کا مسئلہ بیان کر رہا ہوں، اس وقت یہ بیان کرنے کا بالکل ارادہ نہیں تھا لیکن مسئلہ کی وضاحت پوری کرنی ہے، آپ ہی کے مسجد کے ایک معتکف نے پوچھا ہے کہ مجھے رونا نہیں آتا تو رونا کیسے آئے گا؟ تو یہ بات سمجھ لیجیے کہ رونا افضل ہے ضروری نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کریم ہے، وہ رونے والوں کی شکل بنانے والوں کو بھی ثواب دیتا ہے۔ جب رونے والوں کی شکل بنانے سے آدمی رونے والوں میں شامل ہو جاتا ہے تو کیا اللہ والوں کی شکل بنانے سے اللہ والا نہیں بن جائے گا؟ لہٰذا جلد اللہ والوں کی شکل میں آجاؤ ورنہ جس حالت میں موت آئے گی اسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، اس لیے اللہ کے نیک بندوں، نبیوں والی شکل بنالو، پیغمبروں کی، اللہ والوں کی، اولیاء اللہ کی شکل میں آجاؤ، زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، نہ جانے کب بلاوا آجائے ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی

تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

پتہ نہیں اللہ کس وقت بلالے۔ طبیہ کالج الہ آباد میں میرا اٹھارہ سال کا ایک ساتھی تھا، میں نے تین سال تک اس کے ساتھ پڑھا تھا، اچانک وہ ایک ہفتے میں مرگیا۔ تو اللہ جوان کو بھی بلاتا ہے، بوڑھوں کو بھی بلاتا ہے، بچوں کو بھی بلاتا ہے۔ پانچ چھ سال کی عمر میں میرے دو بچوں کا بھی انتقال ہوا، دونوں مظہر میاں سے بڑے تھے، ایک کا نام اظہر تھا، ایک کا نام اطہر تھا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ہم والدین کی مغفرت کا ذریعہ بنادے۔

دنیادار پیر کی علامت

تو اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنانے سے کام چل جائے گا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، میں جو بات کہہ رہا ہوں مدلل کہہ رہا ہوں، میری کسی بات کی دلیل میں شبہ ہو تو وہ میری ذمہ داری ہے، آپ خانقاہ میں آئیں تو کتاب کھول کر حدیث دکھانا ہماری ذمہ داری ہے، آپ بالکل بے کھٹک آئیں، ذرا بھی نہ ڈریئے کہ وہاں کوئی آٹو میٹک مشین ہے، خانقاہ میں داخل ہو جائیں تو کہیں مرید نہ بنالے۔ تو ہمارے پاس ایسی آٹو میٹک مشین نہیں ہے، لوگ چھ چھ ماہ تک مجھ سے سفارش کرتے ہیں کہ مجھے بیعت کر لیجئے، میں ٹالتا رہتا ہوں کہ ابھی پیاس اور بڑھاؤ، جب خوب شدید پیاس ہو جاتی ہے پھر سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں، لیکن اللہ کا نام لینا فوراً بتادیتا ہوں کیونکہ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو پیر یہ شرط لگائے کہ جب مرید ہو گے تب اللہ کا نام بتاؤں گا تو یہ دنیا دار پیر ہے، نعوذ باللہ یہ اللہ کے ذکر کا لائسنس جاری کرتا ہے کہ جب تک مرید نہیں ہو گے اس وقت تک اللہ کو یاد نہیں کر سکتے۔ کیا یہ دنیا داری کی بات نہیں ہے؟ جو شخص مجھ سے ملتا ہے پہلے ہی دن اللہ کا نام لینا

بتا دیتا ہوں، وہ ذکر کر کے مجھے بتاتے بھی رہتے ہیں ورنہ زیادہ ذکر کرنے سے بعض لوگوں کے دماغ میں خشکی بڑھ گئی اور وہ پاگل ہو گئے، لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں لیکن وہ پاگل ہوتے ہیں۔

تو رونے والوں کی شکل بنانے والے کو رونے کا مقام حاصل ہوجائے گا، لہٰذا اگر رونا نہ آئے تو بہت زیادہ فکر مت کرو، رونے والوں کی شکل بنالو، گڑگڑانے والوں کی شکل بنالو۔ پولیس کے ایک ایس پی نے انگریز سے گھر جانے کے لئے چھٹی چاہی تو پہلے اس نے سپاہیوں سے پوچھا کہ کیسے چھٹی لوں؟ ایس پی بڑا قانونی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میاں! پیاز مل کر آنکھوں میں لگالو اور کہو کہ میری اماں مر گئی ہے پھر زور زور سے رونے لگو، رونا تیرے اختیار میں ہے، آنسو تیرے اختیار میں نہیں ہیں، آنسو پیاز کے اختیار میں ہیں لہٰذا پیاز لے کر آنکھوں میں لگا لینا۔ اب اس نے دفتر میں داخل ہونے سے پہلے خوب پیاز لگالی اور افسر کے سامنے رونے لگا تو اس نے کہا کہ تم کیوں روتے ہو؟ کہا کہ ہماری ماں مر گئی ہے، بس اس نے فوراً چھٹی منظور کرلی، کچھ نہیں پوچھا۔

دل نرم کرنے کا ایک مراقبہ

تو جب دنیا میں نقلی رونا کام آتا ہے تو اللہ کریم ہے، اس کے یہاں کام کیوں نہیں چلے گا جبکہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔ لیکن پھر بھی بعض لوگوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ آنسو نکل جائیں تو آنسو نکلنے کا ایک طریقہ بتاتا ہوں کہ ان آنکھوں کو بند کر کے سوچو کہ میرا جنازہ رکھا ہوا ہے اور امام نے اعلان کردیا کہ نماز کے بعد فلاں صاحب کا جنازہ ہوگا، اپنے ہی جنازہ کا تصور کرو جیسے آنکھ بند کر کے کلفٹن کا تصور کرتے ہو تو جب مضر کا تصور کرتے ہو تو مفید کا تصور بھی کرو۔ پھر اس کے بعد تصور کرو کہ اب مجھے قبر میں

دفن کر دیا گیا ہے پھر تصور کرو کہ قبر پر تختے رکھ دیئے گئے ہیں، اب مٹی ڈال دی گئی ہے، اب اللہ کے سامنے کھڑے ہیں، اللہ پاک کے سامنے حاضری ہے اور اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ تجھ کو کس نے پیدا کیا تھا؟ تو کہو گے کہ آپ نے۔ اچھا تیری آنکھ کس نے بنائی تھی؟ آپ نے۔ اور آنکھ میں روشنی کس نے رکھی تھی؟ آپ نے۔ اور روشنی کہاں استعمال کی تھی؟ سینما کیوں دیکھتا تھا؟ وی سی آر کیوں دیکھتا تھا؟ اب کوئی جواب نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ فرماتے ہیں کہ:

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝۳۰ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝۳۱﴾

(سورۃ الحاقۃ)

پکڑو اس نالائق کو، زنجیروں میں جکڑ دو پھر اس کو دوزخ میں ڈال دو۔ یہ قرآنِ پاک کی آیت ہے۔ بس جب یہ آواز آئے گی، اپنی موت یاد آئے گی، قیامت کے دن کی پیشی یاد آئے گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ دل نرم ہو جائے گا۔ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ بھی میں حدیث سے ثابت کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک خاتون آئیں انہوں نے کہا کہ اے میری امی جان! میرا دل سخت ہو گیا ہے، نہ تلاوت میں جی لگتا ہے، نہ نماز میں جی لگتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرو، تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔ بس انہوں نے موت کو خوب یاد کیا پھر آئیں اور کہا کہ اب خوب رونا آ رہا ہے، موت کے مراقبے سے، بار بار سوچنے سے کہ ایک دن قبر میں لیٹنا ہے، یہ گال اور کالے بال اور ان ساری چیزوں کا پتہ بھی نہیں ہوگا، ہڈی بھی تلاش کرنے سے نہیں ملے گی، گرمیوں میں چوبیس گھنٹوں کے بعد اور سردیوں میں بہتّر گھنٹوں کے بعد لاش پھٹ کر سڑ جاتی ہے، چھ ماہ کے بعد جاؤ گے تو ہڈی بھی نہیں ملے گی۔ بس اس کا تصور کرنا تھا کہ ان کا دل نرم ہو گیا، تو دل کی سختی دور کرنے کے لیے

موت کا مراقبہ بہت مفید ہے لیکن آپ یہ نہ سمجھئے کہ اگر ہم روزانہ موت کو یاد کریں گے تو کہیں موت جلدی نہ آجائے ،سوچے گی کہ روزانہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو جلدی جانا چاہیے، جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یاد کیا تھا اس لئے آپ جلدی آگئے۔

موت کی یاد سے حیات نصیب ہوتی ہے

دہلی کا واقعہ ہے کہ جامع مسجد میں تراویح ہورہی تھی تو جس دن امام صاحب نے سورۂ یٰسین پڑھی تو ایک شخص نیت توڑ کر بھاگ گیا کہ میں اس لئے بھاگا تھا کہ مجھے میرے باپ دادا نے اور محلہ والوں نے بتایا ہوا ہے کہ جب روح نکلنے والی ہو تو سورۂ یٰسین پڑھ لو تو آج اس ظالم امام نے روح نکالنے والی سورت پڑھنا شروع کی تو میں ڈر گیا کہ میرے بچے ابھی چھوٹے چھوٹے ہیں تو مجھے ان کی فکر کیوں نہیں ہوتی ؟ تو یہ نادانی ہے،موت کی یاد سے حیات نصیب ہوتی ہے،دل میں زندگی پیدا ہوتی ہے،اللہ یاد آتا ہے۔

موت محبوب حقیقی سے ملنے کا ذریعہ ہے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے موت کے فرشتے نے کہا کہ مجھے آپ کی روح نکالنے کا حکم ہوا ہے، اجازت دیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ ہرگز اجازت نہیں دوں گا، جاؤ اللہ میاں سے کہو کہ انہوں نے مجھے خلیل بنایا ہے تو کیا کوئی دوست اپنے دوست کی جان نکالتا ہے؟ یہ کیسی دوستی ہے؟ خلیل کے معنی تو گہرے دوست کے ہیں تو اللہ کیسے خلیل ہیں کہ اپنے دوست کی جان نکالنے کا حکم دیا ہے۔تو اللہ نے فرمایا کہ جاؤ میرے خلیل ابراہیم سے کہہ دو کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات سے گھبراتا ہے؟ تو یہ موت تو ملاقات کا ذریعہ ہے،موت کو عبور کرو اور دوست سے ملاقات کرو۔بس آپ خوش ہو گئے اور کہا

کہ میری روح نکال لو، اللہ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص شان

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موت کا فرشتہ آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ساتھ لایا لیکن حجرہ کے اندر داخل نہیں ہوا۔ موت کے فرشتے کو ہر نبی کے کمرہ میں جہاں اس کی روح قبض ہوتی ہے جانے کی اجازت تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کمرہ اور حجرہ مبارک میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے موت کے فرشتے کو جانے کی اجازت نہیں تھی، یہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے بھی نبی اور پیغمبر آئے ہیں ان کی روح نکالنے کے لئے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ان کے کمرہ میں جانے کی اجازت تھی اور وہ اس جگہ خود داخل ہوتے اور کہتے کہ مجھے آپ کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا ہے، آپ سرکاری کام کر چکے، اب مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں آپ کی روح نکال لوں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ اے موت کے فرشتے! میرا نبی تمام نبیوں کا سردار ہے، اس کے کمرہ میں بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتے، لہٰذا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنا سفیر بنایا اور ان سے کہا کہ آپ جا کر اللہ کے رسول سے اجازت نامہ لائیں کہ میں حجرہ میں داخل ہو جاؤں؟ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تھا جو مسجد نبوی سے متصل تھا جس میں آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، جس حجرہ میں سید الانبیاء ﷺ تشریف رکھے ہوئے تھے وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر بھی تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ مبارک

تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اندر داخل ہوئے اور عرض کیا کہ موت کا فرشتہ آپ کی روح قبض کرنے کے لئے حجرہ میں داخل ہونے کی اجازت چاہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو غور سے دیکھا، آپ کو ضعف اور اتنی کمزوری تھی کہ زبانِ مبارک سے الفاظ نہیں نکل سکے اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو غور سے دیکھا:

((فَنَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ))

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین)

محدثین لکھتے ہیں کہ یہ دیکھنا بطور مشورہ تھا، یہ نظرِ مستشیر تھی، یہ مشورہ طلب کر رہی تھی کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ

یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللہَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ

(صحیح البخاری رقم ۴۴۶۳)

اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے، بس آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی جب میرا اللہ میری ملاقات کا مشتاق ہے تو میں اپنی روح وجان اپنے پیارے محبوب کو دینے کے لئے تیار ہوں اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے آپ نے اجازت دے دی۔ خیر یہ تو بات پر باتیں یاد آتی ہیں۔

نماز کے بعد معانقہ یا مصافحہ کا اہتمام کرنا مکروہ ہے

تو دوستو! اگر آپ کو رونے کا شوق ہے تو موت کو یاد کرو، پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ رونے والی شکل بنانے سے رونے والوں میں شامل ہوجاؤ گے تو پھر آپ کو کوئی غم نہیں ہونا چاہیے۔ تو ایک مسئلہ تو بتادیا کہ لائٹ، چراغ وروشنی بجھا کر

رونے کے طریقہ سے الحمد للہ یہ مسجد محفوظ ہے، یہاں ہر آدمی الگ الگ اکیلے اکیلے روتا ہے یا رونے والوں کی شکل بناتا ہے۔ اور عید کے دن مسجد کے اندر جہاں عید کی نماز ہوتی ہے تو نماز کے بعد ہی مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ لَا فِيْ اَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ نماز کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ تو مصافحہ کب ہوتا ہے؟ عِنْدَ لِقَآءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ (ردُّ المحتار) جب مسلمان بھائی سے ملاقات ہو، لیکن اگر آپ پہلے ہی سے بیٹھے ہیں تو یہ مصافحہ بدعت ہے، یہ اہلِ بدعت نے ایجاد کیا ہے کہ سلام پھیرو اور ہاتھ ملاؤ، یہ مصافحہ غیر شرعی ہے اور اس کی دلیل دینا میرے ذمہ ہے، جس کو دلیل دیکھنا ہو میں عربی کی کتابوں میں آپ کو دکھلا سکتا ہوں۔ اس لئے اس کا خیال رکھو کہ عید کے دن بھی نماز پڑھنے کے بعد یا خطبہ پڑھنے کے بعد جو مصافحہ و معانقہ ہمارے یہاں رائج ہے یہ صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں ہے اور ایسا کرنا شریعت کے اندر تحریف ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے آنے والوں کے لئے معانقہ رکھا ہے۔ جب آپ مسجد سے نکل جائیں یا عیدگاہ سے ایک طرف ہٹ جائیں یا گھر پر کوئی آئے تو وہاں اب دونوں جائز ہیں، مصافحہ بھی کر سکتے ہیں اور اظہارِ خوشی کے لئے معانقہ بھی جائز ہے، لہٰذا جب عیدگاہ سے نکلو تو سر جھکا کر تیزی سے نکلو تا کہ کوئی دوست تم سے دھوکا بازی نہ کر دے۔

معانقہ و مصافحہ کرتے وقت زور سے مت دباؤ

ایک صاحب نے مجھے ایسے زور سے دبایا کہ قریب تھا کہ میری ہڈی ٹوٹ جاتی، میں نے اس سے کہا کہ خدا کے واسطے کیا کر رہا ہے تو تو میری جان لے رہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ ہمارے شہر میں تو ایسا ہی ہوتا ہے اس نے کہا کہ ایک دوست نے ایک دوست کو دبایا اور دبا کے جب چھوڑا تو اس کی روح نکل

چکی تھی، جانے نہیں دیں گے تمہیں اب بغیر جان نکالے۔ اس لئے کہتا ہوں کہ اس کا بھی خیال کرو کہ بعض لوگ مصافحہ کرتے وقت جوانی کی طاقت سے ہاتھ کو زور سے دباتے ہیں، بڈھوں سے اور کمزوروں سے نرم مصافحہ کرو اور اپنے دوستوں کو بھی زیادہ زور سے مت دباؤ۔

مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم حکیم الامت کے خلیفہ ہیں، میں نے حضرت کو یہاں بلایا تھا، حضرت یہاں تشریف لائے تو کسی جوان نے ایسا مصافحہ کیا کہ ایک ہفتہ تک ان کے ہاتھ میں درد رہا، جب میں حضرت سے ملنے گیا تو فرمایا کہ میں تمہارے یہاں کبھی نہیں آؤں گا، تمہارے کسی مصلی نے اتنی زور سے مصافحہ کیا کہ میرے ہاتھ میں ابھی تک درد ہے۔ یہ کون سا عشق و محبت ہے کہ محبوب کو اذیت پہنچا دے لہٰذا مصافحہ اور معانقہ کرنا ہے تو عیدگاہ یا مسجد کی حدود سے دور چلے جاؤ، سڑکوں پر جا کر مصافحہ اور معانقہ کرنے میں کچھ گنجائش ہے۔

بدعت کسے کہتے ہیں؟

آج میں نے ایک بڑے مفتی صاحب کا ایک مسئلہ تازہ کردیا، ان بڑے مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے گھروں کے اندر اور سڑکوں پر چاہو تو مصافحہ و معانقہ کرسکتے ہو لیکن عیدگاہ میں مت کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت پر اضافہ لازم نہ آئے ورنہ امت یہ سمجھے گی کہ یہ بھی عید کا جز ہے، شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے بھی یہ عمل کیا ہے۔ جس عمل سے شریعت میں اضافہ لازم آتا ہو اسی کا نام بدعت ہے یہ نہیں کہ ہر وہ چیز جو اس زمانہ میں نہیں تھی وہ سب بدعت ہے۔ جیسے ایک صاحب نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ پنکھا بھی نہیں تھا لہٰذا یہ بھی بدعت ہے، یہ کیوں لگائے ہوئے ہو؟ ایسے

لوگوں کو یہ جواب دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تم بھی تو نہیں تھے تمہارا تو سر سے پیر تک سارا جسم بدعت ہے۔ ایسی باتیں بے دینی کی ہیں، ہم پنکھا لگانے کو ثواب نہیں سمجھتے ہیں، ہم اس کو راحت کے لئے لگاتے ہیں، جو اضافہ دین ''میں'' ہوتا ہے اس کا نام بدعت ہے اور جو دین ''کے لئے'' ہوتا ہے وہ بدعت نہیں ہے، دونوں میں فرق ہے، تو پنکھا چلے گا اور ٹھنڈی ہوا لگے گی تو عبادت میں دل لگے گا، تو یہ کام دین کے لئے ہے اور پنکھا کیا ایئر کنڈیشن بھی لگا سکتے ہو۔ تو دین میں اضافہ یہ ہے کہ نماز کے بعد سب سے مصافحہ شروع کردے لیکن اگر کوئی آدمی لاہور سے ملنے کے لیے آیا ہے تو نماز کے بعد فوراً بتا دیجئے کہ یہ دور سے آیا ہوا ہے اس لئے اس سے نماز کے بعد والا مصافحہ نہیں ہے بلکہ یہ مہمان ہے، لاہور سے یا فیصل آباد یا حیدر آباد سندھ سے آیا ہے۔ تو عید کا معانقہ و مصافحہ کا مسئلہ حل ہو گیا۔

حکیم الامت نے فرمایا ہے کہ میں تو کمزور بھی ہوں، اس لئے مصافحہ اور معانقہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، دس ہزار آدمیوں کے مجمع سے ملنا کوئی آسان بات ہے؟ چٹا گانگ بنگلہ دیش میں میرے بیان کے بعد مصافحہ کے لئے مجمع ایسا چمٹا تھا کہ اگر میرے پہلوان دوست نہ ہوتے تو میں کب کا ختم ہو جاتا، میرے دوستوں نے گھیرا ڈال کر مجھ کو بچایا، تو میں نے لوگوں سے کہا کہ کمزوری کی وجہ سے معانقہ کرنے سے معذور ہوں، تو اب ان لوگوں نے یہ کام کیا کہ کود کر کوئی میری ٹوپی چوم رہا ہے، کوئی میری کمر پر ہاتھ لگا کر چوم رہا ہے، تو چومنے کی یہ عادت کون سی محبت ہے؟

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع کی حالت میں کتنا جھکنا چاہیے؟

اب ایک مسئلہ اور ہے، بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر بیٹھ کر نماز

پڑھیں تو رکوع میں کتنا جھکنا سنت ہے؟ لوگ بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں لیکن ان کو جھکنے کی مقدار نہیں معلوم کہ رکوع کیسے کیا جائے تو بعض لوگ پچھلا حصہ اتنا اٹھا کر جھکتے ہیں کہ اگر بڑا پیٹ ہے تو جو کھایا پیا ہے وہ بھی باہر آنے کی کوشش کرتا ہے، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ نکل ہی آتا ہے۔ دیکھو! میں الفاظ بھی بہت محتاط استعمال کرتا ہوں، میرے الفاظ کو غور سے سنا کرو مَا فِی الْبَطْنِ جو ہے وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو دوستو! اتنا جھکنے کی ضرورت نہیں ہے، بس اتنا جھکنا کافی ہے کہ پیشانی گھٹنے کی سیدھ میں آجائے، یعنی اگر میری پیشانی پر نوے ڈگری کا کوئی دھاگہ لگا دو اور اس سے خط کھینچو تو وہ گھٹنے کے سامنے آجائے، تو اتنا جھکنا کافی ہے کہ پیشانی آپ کے گھٹنوں کے مقابل میں آجائے۔ اب شامی کی عبارت سن لیجئے علامہ شامی ابن عابدین فرماتے ہیں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں اتنا جھکے کہ اَنْ یُّحَاذِیَ جِبْهَتَهٗ رُکْبَتَیْهِ تمہاری پیشانی تمہارے گھٹنوں کے محاذات میں آجائے۔ عربی عبارت اس لئے پڑھ لیتا ہوں کہ یہاں مولوی لوگ بھی ہوتے ہیں اور عربی کی لغت کے بغیر ان کو تسلی نہیں ہوتی، اب سمجھتے ہیں کہ ہاں بھئی مسئلہ ٹھیک ہے۔

حجِ اکبر کی حقیقت

اب ایک مسئلہ اور سن لیجیے۔ آج کل اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حج والے دن جمعہ ہو تو وہ حج، حجِ اکبر ہوتا ہے، حدیث سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے لہٰذا آج حجِ اکبر کی حقیقت بھی بتا دیتا ہوں۔ علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کو احناف کا بہت بڑا فقیہ مانا جاتا ہے، ساری دنیا کے مفتی فتاویٰ شامی سے فتویٰ دیتے ہیں۔ تو علامہ شامی ابن عابدین اپنی کتاب فتاویٰ شامی جلد ۲، ص: ۲۷۴ میں لکھتے ہیں کہ فقہاء نے حجِ اکبر کی دو حقیقتیں بیان کی ہیں۔

نمبر ایک حجِ قران یعنی حج کے زمانہ میں جس احرام سے عمرہ کرے اسے نہ کھولے اور آٹھ تاریخ کو اسی احرام سے حج کرے، اس کا نام حجِ قران ہے اور اس کو حجِ اکبر کہتے ہیں۔حجِ اکبر کی دوسری تعریف یہ ہے کہ عمرہ حجِ اصغر ہے تو اس کے مقابلہ میں حج، حجِ اکبر ہے۔ بڑے بڑے علماء سے پوچھ لو کہ اس کے علاوہ حج اکبر کی کوئی اور حقیقت نہیں ہے۔تو یہ بات جو چل پڑی کہ جمعہ کے دن جو حج ہوگا وہ حجِ اکبر ہے تو اس کی کچھ اصل نہیں ہے البتہ جمعہ کے دن حج ہونے سے دو فضیلتوں کا اجتماع ضرور ہوجاتا ہے،ثواب میں اضافہ ہوجاتا ہے، دوخوشیاں جمع ہوجاتی ہیں۔توحجِ اکبر کی شرعی تعریف یہ ہے کہ قران کا حج حجِ اکبر ہے اور عمرہ جو چھوٹا حج ہے،حجِ اصغر ہے اس کے مقابلہ میں ہر حج ،حجِ اکبر ہے، ان دو کے علاوہ حجِ اکبر کی کوئی اور حقیقت نہیں ہے، جمعہ کے دن کی کوئی قید نہیں ہے۔

تو اپنے معتکف دوستوں کی خاطر یہ چند باتیں بتادیں، پتہ نہیں اگلے سال کون زندہ رہتا ہے، دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کی زندگی میں برکت دے اور پھر اگلے سال رمضان دِکھادے، آمین۔